(قسط نمبر ۴)

ڈاکٹر سید زاہد علی واسطی ملتان

ازدواجی تعلقات اور
شوہر بیوی کیلئے ضروری تنبیہات وہدایات
(تنبیہ الزوجین)

میاں بیوی کی عمر کا تناسب: اس قسم کی مثالیں آج کل تعلیم یافتہ زمانے میں کم ہیں جس میں زوجین کی عمر متناسب نہیں ہوتی۔ عمروں میں زمین آسمان کا فرق ہوتا ہے۔ ملک کے ایک معروف کروڑوں پتی زمیندار جو وزیراعلیٰ بھی رہے۔ دس بارہ شادیاں کرنے سے دل نہ بھرا تو عمر کی ساتویں دہائی میں ایک پندرہ سولہ سالہ لڑکی سے شادی کرلی۔ عموماً یہ شادیاں امراء میں یا پیروں کی اپنی مریدین کے ساتھ ہوتی ہیں۔ ہم یہ باتیں لطافت بیان اور لذت زبان کیلئے نہیں لکھ رہے۔ ہمیں اصلاح ظاہر وباطن، حقیقت اور موعظمت مقصود ہے۔ یہ کام عورتوں کے حقوق میں صریح کوتاہی اور بے ایمانی ہے کہ لڑکی کا نکاح اپنے چار گناہ عمر کے مرد سے کردیا جائے۔ اس کا یہ انجام ہوتا کہ مرد مرجاتا تو عورت عین جوانی میں رُل جاتی ہے۔

اس سلسلے میں ناقدین اور مستشرقین کم علمی کی وجہ سے حضور ﷺ کی مثال فوراً کھول کر بیٹھ جاتے۔ لہذا ہم سب سے پہلے وہیں سے شروع کرتے ہیں۔ ہم علی الاعلان یہ واضح کرتے ہیں کہ قانون فطرت کا اطلاق عوام پر ہوتا ہے ان قاعدہ اور قوانین سے انبیاء کرام مستثناء ہوتے ہیں۔ اصول فطرت سے ہٹ کر دیکھیں کہ حضرت عیسیٰؑ کی ولادت تو دائرہ قدرت میں تھی مگر اصول قدرت کے باہر تھی۔ اللہ تعالیٰ فطری قواعد وضوابط کو جس طرح مرضی ہو بدل دیتے ہیں۔ حضور نبی ﷺ کے سپرد جو کام کیا گیا تھا وہ ایک نوزائیدہ قوم کو مہذب اور پاکیزہ بنانے کا تھا۔ مردوں کی تعلیم وتربیت کافی نہ تھی۔ عورتوں کی تعلیم بھی بہت ضروری تھی اس کی واحد صورت یہی تھی کہ آپ ؐ کی اپنی تربیت یافتہ اور ذمہ دار خواتین تیار کی جائیں۔ اس مقصد کیلئے آپ نے متعدد نکاح کئے۔ تاکہ خواتین سے عرب میں تبلیغ کام انجام پائے۔

اس کے علاوہ اسلامی نظام زندگی قائم کرنے میں جاہلانہ نظام زندگی سے جنگ ناگزیر تھی ان حالات میں یہ ضروری تھا کہ مختلف قبائل میں نکاح کر کے دیرینہ عداوتوں کو ختم کردیا جائے۔ چنانچہ حضرت عائشہؓ اور حضرت حفصہؓ سے نکاح کر کے آپ ؐ نے ان خاندانوں سے تعلقات کو مستحکم کیا۔ حضرت ام سلمہؓ اس خاندان کی بیٹی تھیں جن سے ابوجہل اور خالد بن ولید کا تعلق تھا۔ ام حبیبہؓ ابوسفیان کی بیٹی تھیں جس کو سب جانتے ہیں۔ حضرت صفیہؓ جویریہؓ۔ ریحانہؓ کا تعلق یہودی قبائل سے تھا۔ ان کو آزاد کر کے حضورؐ سے انہوں نے نکاح کی رضامندی کا اظہار کیا تو یہودی سرگرمیاں سرد پڑ

گئیں۔ حضرت زینب بنت جحش سے نکاح نے متبنی بیٹے کی رسم ختم کر دی۔ حضرت میمونہؓ سے نکاح نے نجد میں صلح و آشتی کے دروازے کھول دیئے۔ یہاں تفصیل تو سینکڑوں صفحات پر محیط ہو جائے گی مگر آخری ایک بات بتانی ضروری ہے کہ اتنے سارے نکاح نعوذ باللہ کسی عیش کوشی کے لئے نہیں تھے ان میں سوائے ایک لڑکی کے سب یا تو طلاق یافتہ تھیں یا بیوہ تھیں۔ حالات زندگی پر غور کریئے آپ نے مسرت و تنگدستی میں بے آسراء عورتوں سے نکاح کئے اور خود کو ان کے نان نفقہ کا کفیل بنایا۔

نعوذ باللہ ذالک ظن الذین کفروا فویل للذین کفروا من النار

ترجمہ: ہم اللہ سے پناہ مانگتے ہیں یہ کافر لوگوں کے خیالات ہیں۔ پس بربادی ہے ان کافروں کے لئے وہ دوزخ میں جانے والے ہیں۔"

میری گزارش یہ ہے کہ ہم لوگ بھی کریں اور کہیں کہ سنت ادا کر رہے ہیں۔ حضورﷺ کی حیات میں ہی چار سے زائد نکاح کے آرڈر کینسل ہو چکے تھے مگر حضورؐ اس سے مستثنیٰ اس لئے تھے کہ اگر وہ چار کے علاوہ باقی کو چھوڑ دیتے اور وہ عورتیں دوبارہ شادیاں کر لیتیں تو بڑے فتنے جنم لے لیتے۔ اب بہر حال ہمارا نفس مضمون عمر میں تفاوت کا متقضی ہے ہمارے ملک میں تو ویسے بھی اب مغربیت کا سورج نصف النہار پر ہے جس کا انسداد اب بھی ممکن ہے۔

جس قدر حیا شرم اس معاملے میں ساٹھ سال پہلے تھی اب مفقود ہو چکی ہے۔ پہلے تو لڑکے بھی شرمیلے تھے۔ حضرت علیؓ اپنے رشتہ دار کے لئے حضورؐ کے پاس آئے۔ دوزانو چپ بیٹھ گئے۔ شرم کے مارے نگاہیں نیچی رکھیں۔ مگر حضورؐ نے فرمایا مجھے معلوم ہے۔ جبرئیلؑ بتا گئے ہیں کہ خداوند کا حکم ہے کہ تمہارا نکاح فاطمہؓ سے کر دیا جائے۔ اب معاشرے نے ایک اور کروٹ لے لی۔ تعلیم بالغاں نے خوب کل پرزے نکال لئے۔ دونوں اصناف نے آنکھوں میں آنکھیں، ہاتھوں میں ہاتھ ڈالے اور ماں باپ سے مدعا بیان کر دیا۔ ماں باپ نے مجبوراً شادی میں شرکت کر لی۔ چند ماہ یا سال بھر دھوم دھام رہی۔ پھر اللہ توبہ! اس ناچیز کا تو تجربہ یہی ہے کہ ماں باپ کی طے کردہ شادی کے ٹوٹنے کے امکان کم ہوتے ہیں اور اعداد و شمار کے لحاظ سے پسندیدگی، عمر غیر متناسب ہو تو انجام بہ خیر کم ہوتا ہے۔ لہذا ہماری ہدایت یہی ہے کہ شادی کے بعد متوازن عادات اور معاملات میں ہم آہنگی پیدا کی جائے۔ جلد بازی اور جذبات سے کام نہ لیا جائے اللہ خیر کرے۔ امین

عورت کے حقوق: اسلام نے عورت کو اس قدر حقوق عطا فرمائے ہیں کہ ان حقوق کو پالینے کے بعد اب مزید حقوق کا مطالبہ کرنا گویا اپنے حقوق سے ناواقفیت کا اظہار ہے یا دوسرے لفظوں میں اسلام کے دستور عمل سے لاعلمی ہے۔ قران مجید میں عورتوں کے حقوق کے بارے میں سورۃ النساء پڑھ لیجئے۔ جہاں عورتوں کے حقوق کے بارے میں تفصیل سے روشنی ڈالی گئی ہے۔ اس کے علاوہ لڑکی کو زندہ درگور کر دینے والے والدین کو دردناک عذاب سے ڈرا کر

عمدہ پرورش اور عمدہ تربیت وتعلیم دلا کر شادی کر دینے والے کو جنت کی خوشخبری عطا فرمائی ہے۔ حضورﷺ نے جنت میں والدین کو اپنے اس قدر قریب ہونے کا درجہ عطا فرمایا ہے جیسے شہادت کی انگلی اور درمیان کی انگلی کا فاصلہ ہے۔

اسلام سے قبل عورت کے ساتھ روا رکھے جانے والے دورِ جاہلیت کے وحشیانہ سلوک سے نکال کر عورت کو مرد کے برابر لا کر کھڑا کر دیا۔ ایام حیض میں دورِ جاہلیت کے زمانے میں عورت کے ہاتھ کا پکا ہوا کھانا ممنوع تھا۔ بلکہ عورت کو اس دور میں ایک کمرہ میں مقید ہونا پڑتا تھا۔ اس نفرت کو دور کرنے کے لئے مرد کو اس کے ساتھ نشست و برخاست پر کوئی پابندی نہیں لگائی گئی۔ چور مرد ہو یا عورت۔ زانی مرد ہو یا زانی عورت اسلام میں دونوں کو ایک جیسی سزا کا مستجب قرار دیا گیا۔ کسی جگہ بھی عورت سے امتیازی سلوک نہیں کیا برتا گیا کہ عورت کو زیادہ سزا اور مرد کو کم سزا دی جائے۔

اجر و ثواب میں برابر حصہ دار: ایک دفعہ ایک انصاری عورت نے حضورؐ سے دریافت کیا۔ یا رسول اللہؐ! ہم مردوں کے مقابلے میں ثواب حاصل کرنے کے معاملہ میں کیوں کم ہیں۔ حضورؐ نے فرمایا۔ کیسے۔ عورت نے عرض کیا۔ "مثلاً ہمیں جا کر جہاد کرنے سے منع کیا گیا۔ ہمیں جنازے کو کندھا دینے سے روک دیا گیا۔" حضورؐ یہ باتیں سن کر مسکرائے پھر آپؐ نے صحابہ کرامؓ کی طرف دیکھ کر فرمایا۔ اس عورت سے زیادہ بہتر سوال کرنے والی کوئی عورت تم نے دیکھی ہے۔ صحابہؓ نے عرض کیا نہیں۔ پھر حضورؐ عورت کے طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مردوں کو جہاد اور جنازے کو کندھا دینے کے برابر عورتوں کو گھر کا کام کاج، بچوں کی نیک تربیت، اپنی عصمت وعفت کی حفاظت اور سب سے بڑھ کر خاوند کی خوشنودی حاصل کرنے میں اجر وثواب رکھا ہے۔ گویا عورتوں کو ثواب کا درجہ حاصل کرنے میں اجر و ثواب میں اس قدر آسانی پیدا کر دی کہ عورت جو اپنے گھر کا کام، اور بچوں کی تربیت اپنی عصمت کی حفاظت کرتی ہے اور اپنے خاوند کی خوشنودی حاصل کرتی ہے اس کو جہاد میں جا کر لڑنے اور جنازے کو کندھا دینے کے برابر ثواب حاصل ہو سکتا ہے۔

حیا شرم: حیا ایک ایسی خوبی ہے جو انسان میں فطری طور پر بچپن سے ہی موجود ہوتی ہے۔ اگر انسان کی مناسب تعلیم و تربیت کی جائے تو یہ خوبی بڑھتی چلی جاتی ہے۔ اسلام نے اس خوبی کی ارتقاء اور بقاء کے لئے مناسب نگہداشت کا حکم دیا ہے۔ مرد، عورتوں کو بے حیائی کی باتوں سے بچنا چاہیے۔ عورت چونکہ بچوں کی تربیت کی نگران ہوتی ہے۔ لہٰذا اسے اس امر کی حتی الوسع کوشش کرنی چاہئے۔ کہ اس کے بچے بے حیائی سے بچیں۔ تھوڑی تھوڑی بے حیائی سے بچے کی جراءت بڑھتی رہتی ہے۔ مائیں آجکل لڑکوں کو کھڑے ہو کر پیشاب کرنے سے نہیں روکتیں۔ بڑے گھرانوں یا یوں کہہ لیں کہ متمول گھرانے میں لڑکے (نوعمر) عموماً کھڑے ہو کر پیشاب کرتے ہیں وجہ یہ ہے کہ وہ پتلون پہنتے ہیں۔ انگریزی سکولوں میں پڑھتے ہیں۔ اسطرح بچپن سے اس عادت میں مبتلا ہوتے ہیں کہ پتلون اتارنا

شکل کام ہے۔ کہیں کہیں بچے برابر کھڑے ہوکر پتلون آگے سے کھول کر پیشاب کرتے ہیں۔ اور بعض اوقات لڑکیاں بھی انہیں دیکھتی ہیں۔ فارغ اوقات میں مائیں ٹی وی دیکھتی رہتی ہیں۔ اور بہت نوعمر بچے ان کے ساتھ بیٹھے ٹیلی وژن مستقل دیکھتے ہیں۔ ان میں بعض اوقات ایسے شرمناک مناظر ہوتے ہیں کہ بچوں کیلئے مہلک ہیں۔ وہ مناظر ان کے ذہن میں پیوست ہوکر رہ جاتے ہیں۔ حضور ﷺ کی پوری حیات طیبہ اور آپ ﷺ کی تعلیمات مبارکہ اس بات کی نمونہ تھیں کہ آپ شرم وحیا کے پیکر تھے۔ صحابہ کرامؓ کی رائے یہ تھی کہ حضور ﷺ پردہ نشین کنواری لڑکی سے بھی زیادہ شرمیلے تھے۔ آپ ﷺ کے بچپن کا ایک واقعہ ہے کہ جب خانہ کعبہ کی تعمیر نو کا کام جاری تھا تو آپ ﷺ بھی دوسرے لڑکوں کے ساتھ پتھر اٹھا اٹھا کر لا رہے تھے۔ گرمی کی وجہ سے یا کپڑے خراب ہونے کی وجہ سے لڑکوں نے اپنے کپڑے اتار دیئے تھے۔ آپ ﷺ کے چچا حضرت عباسؓ نے آپ ﷺ سے کہا کہ تہبند کھول کر کندھے پر رکھ لو۔ آپ ﷺ نے ایسا کیا مگر آپ ﷺ پر فوراً بے ہوشی طاری ہوگئی۔ جب ہوش آیا تو زبان مبارک پر میرا تہبند۔ میرا تہبند کے الفاظ تھے۔ ملاحظہ فرمائیں کہ دوسرے بچے برہنہ ہونے میں عار نہیں سمجھتے۔ مگر اس عمر میں آپ ﷺ کی حیاداری کی کیا کیفیت تھی کہ فوری تہبند لے کر لپیٹ لیا۔

حضور ﷺ کا ارشاد ہے۔ "حیا ایمان کی ایک شاخ ہے" ایک اور موقع پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ "حیا خیر کے علاوہ دوسری کوئی چیز نہیں"۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہے کہ انصار کی عورتیں کس قدر اچھی تھیں کہ دین کا علم حاصل کرنے سے ان کو حیا نہیں روکتی تھی۔ اور جس کو کسی برے کام کرنے سے باک نہیں ہوتا۔ اس کا نام دلیری اور آزادی نہیں ہے بلکہ بے حیائی ہے کیونکہ یہی جذبہ حیا ہے اور جو انسان کو برائیوں سے باز رکھتا ہے۔ اگر یہ نہ ہوتو پھر بے حیا ہوکر جو چاہے کر سکتا ہے۔ اسے کوئی نہیں روک سکتا۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے "اگر تم میں شرم وحیا نہیں پھر جو چاہے کرو"

<u>مردوں کا لباس:</u>　رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بعض عورتیں نام کو کپڑا پہنتی ہیں لیکن درحقیقت ننگی ہوتی ہیں۔ ایسی عورتیں جنت میں نہیں جائینگی۔ آج کل عام طور پر فیشن کے طور پر بعض عورتیں اتنا باریک کپڑا پہنتی ہیں کہ سارا جسم نظر آتا ہے ایسی عورتیں اپنے اس عمل سے باز آجائیں ورنہ وہ جنت سے محروم رہیں گی اور دوزخ ان کا ٹھکانہ ہوگا۔

ترجمہ:　حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ کی بہن اسما ایک دن حضور ﷺ کے پاس آئیں اور وہ باریک کپڑے پہنی ہوئی تھیں تو سرکار دو عالم ﷺ نے ان کی طرف سے منہ پھیر لیا۔ اور فرمایا کہ "اے اسما عورت جب سن بلوغ کو پہنچ جاتی ہے تو درست نہیں کہ اس کے جسم کا کوئی حصہ نظر آئے۔ سوائے چہرے اور ہاتھوں کے۔ (ابوداؤد)

حضرت دحیہ بن کلبیؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ کے پاس کچھ ریشمی چادریں آئیں۔ آپ ﷺ نے اس میں سے ایک چادر مجھے بھی عنایت فرمائی۔ اور ارشاد فرمایا کہ اس کے دو حصہ کرلو۔ ایک کا تو اپنا کرتا بنوالو۔ دوسرا اپنی بیوی کو دے دینا۔ جب حضرت دحیہؓ اٹھنے لگے تو روک کر حضور ﷺ نے فرمایا کہ اپنی بیوی سے کہہ دینا کہ اس کے نیچے

ایک اور کپڑا لگالیں جب پہنے تا کہ اس کا جسم نظر نہ آئے۔

ایک بات عورتیں اور سن لیں کہ آجکل دستور ہے شادی بیاہ کی محفلوں کے علاوہ حرص میں آکر کہ فلانی تو ایسے کپڑے پہنتی ہے میں بھی اس سے بہتر پہنوں۔ اس ضد میں آکر نمود و نمائش کے لئے ایک سے ایک اعلیٰ کپڑا بنواتی ہیں۔ شوہروں کی کمائی لٹاتی ہیں۔ یا اپنی فرمائش کر کر کے تنگ کرتی ہیں۔ سن لیں اچھی طرح کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ فرمایا حضورﷺ نے "جو بھی اس دنیا میں نمود و نمائش، یا فخر و استکبار کے لئے کپڑے پہنے گا اس کو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ذلت و رسوائی کے کپڑے پہنائے گا۔" (احمد، داؤد، ابن ماجہ)

یہ بھی عام بات ہے کہ بعض عورتیں کپڑا تو موٹا پہنتی ہیں جسم تو اندر کا نظر نہیں آتا۔ مگر کپڑے کی سلائی اتنی چست ہوتی ہے کہ اعضا کی ساخت اور جسم کے خدوخال کپڑے کے اوپر سے محسوس ہوتے ہیں۔ ایسی عورتیں بھی ننگی ہونے کے حکم میں آتی ہیں۔ بعض عورتوں کے کپڑے موٹے بھی ہوتے ہیں اور ڈھیلے بھی۔ اس کے علاوہ ساڑھیاں باندھنے میں پیٹ صاف دکھائی دیتا ہے۔ بلاؤز میں گریبان اسقدر کھلا ہوتا ہے کہ سینہ چھلک رہا ہوتا ہے۔ اب تو کالج اور یونیورسٹیوں کے طالبات انگریزی لباس مردوں والے پتلون اور شرٹ پہنے عام دکھائی دیتی ہیں۔ جسمیں سے جسم کی ساخت پتلون اور قمیض میں سے آگے پیچھے دعوت دے دیتی ہے۔ یہ تمام عورتیں ننگی عورتیں ہیں۔ ان پر روز قیامت اللہ کا عذاب نازل ہوگا اور جنت کی خوشبو تک سونگھنے نہیں پائیں گی۔

حضورﷺ نے اس عورت پر لعنت فرمائی ہے جو مردوں جیسا لباس پہنتی ہے۔ دراصل مرد اور عورت میں ایک واضح فرق ہے۔ دونوں کی ساخت جدا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے دونوں کے مسائل ایک جیسے نہیں رکھے۔ عورتوں کو چاہیے کہ وہ عورت بنی رہیں اور مردوں جیسی شکل وصورت اور لباس ہرگز نہ پہنیں کیونکہ حضورﷺ نے ایسی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے جو مردوں جیسا لباس پہنتی ہیں۔ ہم اس بات کو پہلے بھی بتا چکے ہیں کہ فخر اور تعریف کروانے کیلئے پہنے والی عورت جنت سے محروم رہے گی۔ عورت کا دستور ہے کہ جب کسی تقریب میں جانا ہوتا ہے تو وہ اچھے کپڑے اس نیت سے پہنتی ہے کہ دیکھنے والے خوب تعریف کریں اور لوگ دیکھ کر عش عش کرائیں۔ محفل سے واپسی کے بعد بھی عورتیں کہتی رہیں کہ واہ فلانی نے ایسے کپڑے اور زیور پہنے رکھے تھے اور پھر گھر آکر موقع پا کر اپنے شوہروں کو سنائیں۔ تم میرے ساتھ کیا کرتے ہو۔ فلاں شخص اپنی بیوی کا اتنا خیال رکھتا ہے کہ ہر تقریب میں نیا سوٹ سلوا کر دیتا ہے۔ اور نئے ہار خرید کر پہناتا ہے۔ سب دیکھنے والے تعریف کرتے ہیں۔

عورت و مرد میں فرق: ترجمہ: حضرت عائشہؓ کا بیان ہے کہ ایک عورت کے ہاتھ میں ایک پرچہ تھا۔ اس نے پرچہ دینے کیلئے پردہ کے پیچھے سے آنحضرتؐ کی طرف ہاتھ بڑھایا آپؐ نے اپنا ہاتھ روک لیا اور فرمایا کہ: یہ نہ معلوم مرد کا ہاتھ ہے یا عورت کا۔ وہ بولی۔ یا رسول اللہ عورت کا ہاتھ ہے۔ فرمایا۔ اگر تو عورت ہوتی تو ہاتھ یا ناخن کو

مہندی سے رنگ لیتی ۔(مشکوۃ)

اس حدیث سے ایک تو یہ بات معلوم ہوئی کہ صحابی عورتیں آنحضرتؐ سے پردہ کرتی تھیں ۔اسی لئے تو ایک عورت نے پردہ کے پیچھے سے پرچہ دینے کیلئے ہاتھ بڑھایا۔اگر بے پردہ ہوتی تو سامنے آتیں پردے کی کیا ضرورت تھی۔مگر آجکل عورتیں پیروں کے پاس جا کر بالمشافہ بیٹھتی ہیں دکھ درد سناتی ہیں۔تعویذ، گنڈے لیتی ہیں اور جاہل پیر بھی کسی عورت سے پردہ کے لئے نہیں کہتے۔جب صحابی عورتوں نے آپؐ سے پردہ فرمایا تو کسی کو دم مارنے کی کیا مجال ہے۔نہ ہماری عورتیں صحابیات سے بلند ہیں اور نہ نعوذ باللہ یہ پیر جنہوں نے ولی کامل کا بورڈ لگا رکھے ہیں۔حضورؐ کی خاک سے بہتر ہیں۔آپ اب بھی سنبھل جائیں کہ پیر کامل کے روبرو نہ بیٹھیں اور اپنے رسول اللہؐ کے طریقے کو مضبوطی سے تھامے رکیں۔ان مرشدوں اور مریدینوں کے بہکانے میں نہ آئیں۔

اساتذہ اور لڑکیاں: بہت سے لوگ بڑی بڑی لڑکیوں بلکہ خاص جوان (چونکہ کالج جاتی ہیں) لڑکیوں کو ماسٹروں اور پروفیسروں یا قرآن پاک پڑھانے والے حافظوں سے بطور ٹیوشن پڑھواتے ہیں۔اور پردہ کا بالکل خیال نہیں رکھتے۔پڑھانے والا استاد اور پڑھنے والی لڑکیاں آمنے سامنے بیٹھ کر بلا پردہ کے پڑھتی ہیں۔اور نہ صرف بے پردہ بلکہ خلوت اور تنہائی بھی ہو جاتی ہے۔یہ سب حرام ہے۔جان رکھو! کہ استاد یا پیر اگر غیر محرم ہے تو اس کے سامنے ہرگز نہیں آنا چاہیے۔

عورت اور مرد میں فرق ہر حالت میں ضرور واضح رہنے کی ضرورت ہے۔جیسا کہ نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے کہ عورت کو عورتوں والی وضع قطع سے رہنے کی ضرورت ہے۔عورتوں کے ہاتھ میں مہندی لگی ہوئی اس بات کی دلیل ہوتی ہے کہ یہ عورت کا ہاتھ ہے۔ورنہ ناخنوں پر ضرور مہندی لگی ہونی چاہیے۔مرد کو اپنی وضع مردانہ لباس میں اور عورت کو اپنی وضع زنانہ شکل میں رہنے کی ضرورت ہے۔حضور ﷺ کا اس کا خاص اہتمام تھا اور ایک کو دوسرے کی وضع اور لباس پہننے سے منع فرماتے تھے۔

بعض عورتیں مہندی کی جگہ نیل پالش ناخنوں پر لگاتی ہیں۔وہ ہرگز یہ نہیں سمجھیں کہ نیل پالش مہندی کا نعم البدل ہے۔انہیں یہ معلوم ہونا ضروری ہے کہ مہندی اگر لگی ہو تو وضو ہو جاتا ہے۔مگر نیل پالش لگنے سے وضو نہیں ہوتا جب تک نیل پالش بالکل صاف نہ کر دی جائے۔آپ سوچ لیں کہ پانچ نمازیں پڑھنے کیلئے کتنی بار وضو کی ضرورت ہوگی۔اور نیل پالش آپ کتنی مرتبہ اتار کر صاف کریں گی۔

توتے والی بات: اس بات کو ہم اوپر بیان کرنا بھول گئے تھے۔اب پڑھ لیجیے۔ ترجمہ: حضرت ابن ملیکہ تابعی) کا بیان ہے کہ حضرت عائشہؓ سے کسی نے عرض کی کہ ایک عورت مردانہ جوتا پہنتی ہے۔حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ایسی عورت پر لعنت کی ہے۔جو مردوں کے طور طریقے اختیار کرے۔(مشکوۃ)

آجکل سکول اور کالج کی لڑکیاں عام طور پر مردانہ شوز پہنتی ہیں۔ممکن ہے ان کی یونیفارم میں داخل ہو۔مگر اس بات کو اسکول اور کالج والے سمجھ لیں کہ یہ سنت میں ممنوع ہے۔وہ لوگ ایسے قانون بنا کر لڑکیوں کو گمراہ نہ کریں اور خود بھی عذاب الٰہی کے نیچے نہ آئیں۔

مردوں کو زنانہ لباس ممنوع ہے: ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایسے مرد پر لعنت کی جو عورتوں کا لباس پہنے اور ایسی عورتوں پر لعنت کی جو مرد کا لباس پہنے۔(ابوداؤد۔مشکوۃ)

ترجمہ: حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے لعنت کی ان مردوں پر جو عورتوں کی طرح شکل و صورت بنائیں (ہیجڑے بن جائیں یا ایکٹنگ کریں) اور لعنت کی ان عورتوں پر جو شکل وصورت میں مردانہ پن اختیار کریں۔ارشاد فرمایا کہ ان کو اپنے گھروں سے نکال دو۔(مشکوۃ)

ان حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے پیارے نبی ﷺ کو اس بات سے نفرت تھی کہ مرد زنانہ لباس پہنیں یا اور کسی زنانہ پن کو اختیار کریں۔اس بات سے بھی آپ ﷺ کو سخت نفرت تھی کہ کوئی عورت مردانہ لباس پہنے۔یا مردانہ چال ڈھال اختیار کریں۔اسی نفرت کے باعث آپ ﷺ نے ان لوگوں پر لعنت فرمائی اور درحقیقت عقل کا تقاضہ بھی یہی ہے کہ مرد مرد بن کر رہے اور عورتیں عورتیں بنی رہیں۔آجکل کے لوگ یورپ، امریکہ کے کافروں مشرکوں اور سینما ٹیلی وژن میں کام کرنے والے ایکٹروں، ایکٹرسوں کی وضع قطع کی نقل کرنے میں صف اول میں کھڑے رہتے ہیں اور ان ایکٹروں کے لباس طرز گفتگو طور طریقہ کو اختیار کرنا ذریعہ عزت سمجھتے ہیں۔

مردوں میں زنانہ پن عورتوں میں مردانہ پن کیسے آیا۔عموماً سب اس کو جانتے ہیں کہ داڑھی مونڈوانا حرام ہے یہ ہندو اور انگریزوں کی ایجاد ہے۔عورتوں کو بے محابہ منھ کھولے۔سکول کالج جانا۔بسوں میں سفر کرنا۔اسمبلیوں اور جلسوں میں سفر کرنا سب حرام ہیں۔بازاروں میں مردوں سے کھوا سے کھوا رگڑتے ہوئے شاپنگ کرنا۔صرف ایک کرتی پہن کر بغیر دوپٹہ دوپٹہ بھی اگر ہے تو برائے نام ایک کپڑے کی دھجی گلے میں ڈالے بازاروں میں گھومنا سب حرام ہے۔ ہمارے علم میں بہت سارے واقعات ہیں لڑکوں کے داڑھیاں تھیں مگر شادی ہوتے ہی داڑھی غائب معلوم ہوا کہ بیوی نے داڑھی منڈوائی۔ایک ہمارے عزیز ملتان میں دانتوں کے ڈاکٹر ہیں' اللہ نے توفیق دی حج بیت اللہ کرنے گئے واپس آئے تو باقاعدہ داڑھی تھی تو ہم نے مبارکباد دی انہوں نے اللہ کی توفیق کو سراہا مگر چند دن بعد ملاقات ہوئی تو داڑھی غائب ہو چکی تھی۔معلوم ہوا کہ بیگم صاحبہ کے عنایت کی نذر ہوگئی۔انا للہ و انا الیہ راجعون!

ترجمہ: حدیث مبارک میں ہے کہ عورت بننے والے مردوں اور مرد بننے والی عورتوں کو اپنے گھر سے نکال دو۔ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ ایک ہیجڑہ حضور ﷺ کے پاس کوئی پکڑ کر لایا جس کے ہاتھ اور پاؤں میں مہندی لگی ہوئی تھی آپ ﷺ نے فرمایا اسے کیا ہو گیا۔عرض کیا گیا کہ یہ عورتوں کی مشابہت اختیار کرتا ہے۔آپ ﷺ نے یہ سن کر

اسے مدینہ سے باہر نکلوادیا۔ اور ایک بستی نقیع میں رہنے کو فرمایا۔ (مشکوٰۃ)

بعض گھروں میں بچہ کی پیدائش یا شادی کی تقریب میں ہیجڑوں سے گانا گوایا جاتا ہے۔ اس میں دہرا گناہ ہے ایک ان کو گھر میں گھسانا دوسرا ان سے گانا بجوانا۔ اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے۔ فقہاء نے لکھا ہے کہ جو عورتیں بے پردہ باہر پھرتی ہیں۔ مسلمان عورت کو ان سے بھی پردہ کرنا لازم ہے۔ جب کہ پردہ مردوں سے کیا جاتا ہے۔

<u>تعلیم یافتہ عورت:</u> اونچی اونچی ڈگریاں لے کر عورت دنیا کی تعلیم میں تو اجاگر ہوگئی مگر دین کی تعلیم سے دور ہٹ گئی۔ ان ڈگریوں کی بدولت بڑے جاہ وحشم کی ملازمتیں اختیار کرلیں۔ گھر کا کام کرنے کیلئے نوکرانی یا نوکر رکھے۔ بچوں کی پرورش کیلیے آیا یا دایا کا انتظام ہوگیا۔ خود صبح کی گئی شام کو تھکی ماندی گھر میں گھسی۔ شوہر اپنی نوکری پر بیوی اپنی ملازمت پر۔ روپیہ تو ضرور جمع ہو رہا ہے اور عصمت کا یہ حال ہے کہ بن سنور کر۔ سولہ سنگھار کر کے ڈیوٹی پر روانگی۔ دفتر۔ کلبوں اور "سائٹس" پر غیر مردوں۔ نامحرموں کے ساتھ دن رات گزارنا۔ یہی حال مغربی ملکوں میں ہے جو اب یہاں بھی عام ہوتا جارہا ہے۔ جدھر عورت کی مرضی ہوئی چل پڑی اب دفتر۔ اسپتال میں ڈیوٹی ہے اب میٹنگ میں شرکت ہے۔ باس کو خوش کرنے کیلئے پاپڑ بیلے جارہے ہیں۔ خاوند کی خوشنودی کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اگر خاوند نے کوئی بات کہہ دی مثلاً کھانا ٹھیک نہیں یا کپڑے نہیں دھلے اور کوئی گھر کی بات کہہ دی تو فوراً ٹکا سا جواب ملا کہ میں سارا دن تھک جاتی ہوں نوکری کروں یا گھر دیکھوں۔ خاوند سختی سے بولا تو آنکھیں نکال کر ملازمت اور اپنی کمائی کے طعنے دینے شروع کردیئے کہ میں کون سا تیرا کھاتی ہوں۔ میں تجھ سے زیادہ کماتی ہوں۔ جب سے شادی ہوئی ہے یہی مصیبت ہر وقت میرے پیچھے پڑے رہتے ہیں پھر رونا شروع کردیا اور ناشکری کے کلمات جو منہ میں آئے بولنا شروع کردیئے۔

یہ بات درست ہے کہ ماں باپ اپنی بیٹیوں کو بہت پیار کرتے ہیں۔ لاڈ پیار سے پالتے ہیں کیونکہ یہ جانتے ہیں کہ ایک بیٹی رخصت ہوکر چلی جائیگی۔ اس وجہ سے اس کے ناز نخرے اٹھانے میں کسر نہیں چھوڑتے۔ لڑکیاں یہ سمجھتی ہیں کہ یہی زندگی ہے مگر شادی کے بعد خانہ داری کا بوجھ ان کے سر پر آپڑھتا ہے تو وہ عیش و آرام کے دن جو ماں، باپ کے ہاں گزار دیئے تھے یاد کرتی ہے۔ کچھ اچھی لڑکیاں ضرور بقدر ضرورت احسن طریقے سے نباہ کرلیتی ہے۔ مگر زیادہ لڑکیاں شادی کے چند ماہ یا سال کے بعد اس کو عذاب سمجھنے لگتی ہیں۔ ان کی ماں کو چاہیے کہ شادی سے پہلے بیٹی کو اصل زندگی کے سب نشیب و فراز سے آگاہی بخشیں اور ایسی تعلیم دے کہ شادی شدہ زندگی میں زہر نہ گھلے۔ حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ عورت جبکہ وہ پانچوں وقت نماز پڑھتی ہے۔ رمضان کے روزے رکھتی ہے۔ اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرتی ہے اور اپنی شوہر کی اطاعت کرتی ہے تو وہ جنت کے جس دروازے سے چاہے تو داخل ہوسکتی ہے۔ ایک دفعہ نبی اکرم ﷺ سے کسی نے پوچھا کہ کون سی بیوی سب سے اچھی ہے آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ بیوی جو اپنے خاوند کو خوش رکھے جب وہ اسکی طرف دیکھے اطاعت کرے۔ خاوند گھر میں آئے تو بیوی کو دیکھ کر خوش ہوجائے اور اپنے مال کے (بقیہ صفحہ ۵۵ پر)